روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 12 مئی 2011ء 8 جمادی الثانی 1432 ہجری 12 ہجرت 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 108

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جس قدر قرآن شریف میں قصے ہیں وہ بھی درحقیقت قصے نہیں بلکہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو قصوں کے رنگ میں لکھی گئی ہیں ہاں وہ توریت میں تو ضرور صرف قصے پائے جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے ہر ایک قصہ کو رسول کریم کے لئے اور اسلام کے لئے ایک پیشگوئی قرار دے دیا ہے اور یہ قصوں کی پیشگوئیاں بھی کمال صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔ غرض قرآن شریف معارف وحقائق کا ایک دریا ہے اور پیشگوئیوں کا ایک سمندر ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی انسان بجز ذریعہ قرآن شریف کے پورے طور پر خداتعالیٰ پر یقین لا سکے کیونکہ یہ خاصیت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اس کی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دور ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب والا محض قصہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآن شریف اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔

پھر مضمون پڑھنے والے نے قرآن شریف پر یہ اعتراض کیا کہ اس میں لکھا ہے کہ خدا عرش پر کرسی نشین ہے۔ اس لغو اعتراض کا جواب پہلے ہم مبسوط اور مفصل طور پر لکھ آئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے عاجز انسانوں کو اپنی کامل معرفت کا علم دینے کے لئے اپنی صفات کو قرآن شریف میں دو رنگ پر ظاہر کیا ہے۔ (ا) اول اس طور پر بیان کیا ہے جس سے اس کی صفات استعارہ کے طریق پر مخلوق کی صفات کی ہم شکل ہیں جیسا کہ وہ کریم رحیم ہے محسن ہے اور وہ غضب بھی رکھتا ہے اور اس میں محبت بھی ہے اور اس کے ہاتھ بھی ہیں اور اس کی آنکھیں بھی ہیں اور اس کی ساقین بھی ہیں اور اس کے کان بھی ہیں اور نیز یہ کہ قدیم سے سلسلہ مخلوق کا اس کے ساتھ چلا آیا ہے مگر کسی چیز کو اس کے مقابل پر قدامت شخصی نہیں ہاں قدامت نوعی ہے اور وہ بھی خدا کی صفت خلق کے لئے ایک لازمی امر نہیں کیونکہ جیسا کہ خلق یعنی پیدا کرنا اس کی صفات میں سے ہے ایسا ہی کبھی اور کسی زمانہ میں تجلی وحدت اور تجرد اس کی صفات میں سے ہے اور کسی صفت کے لئے تعطل دائمی جائز نہیں ہاں تعطل میعادی جائز ہے۔ (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 271)

چڑیا گھروں کی پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

سورۃ التکویر میں یہ پیشگوئی ہے کہ بڑے بڑے پہاڑ چلائے جائیں گے یعنی پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے سمندری جہاز بھی اور فضائی جہاز بھی سفر اور باربرداری کے لئے استعمال ہوں گے اور اونٹنیاں ان کے مقابل پر بیکار کی طرح چھوڑ دی جائیں گی۔ یہ وہ زمانہ ہوگا جب کثرت سے چڑیا گھر بنائے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور اس زمانہ کے چڑیا گھر بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے جانور سمندری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ ان میں منتقل کئے جاتے ہیں کہ اس زمانہ کے انسان کو اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

انعامی وظیفہ اطفال

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے بطور نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ اطفال میں دینی معلومات کا ذوق پیدا کرنے کیلئے ایک انعامی وظیفہ کا اجراء فرمایا تھا جو سالانہ اجتماع اطفال پر منعقد ہوتا تھا۔ یہ مقابلے 1983ء یعنی آخری منعقدہ سالانہ اجتماع تک جاری رہے جس کے بعد اس میں تعطل آ گیا۔ اب جب کہ علمی ریلی اطفال کا انعقاد باقاعدگی سے ہو رہا ہے، مجلس انصاراللہ پاکستان نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں اس انعامی مقابلہ کے احیاء کی درخواست کی تھی جو ازراہ شفقت واحسان حضور نے منظور فرمالی ہے اس مقابلہ میں اول طفل کو بارہ ہزار روپے اور دوم کو چھ ہزار روپے نقد دیئے جائیں گے۔

نصاب

☆ کامیابی کی راہیں ہر چار حصص
☆ نصاب واقفین نو
☆ مختصر تاریخ احمدیت:
مرتبہ شیخ خورشید احمد صاحب
☆ کتابچہ ''دینی معلومات''
شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان
☆ کتابچہ ''معلومات''
شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان
☆ ''ہمارا آقا''
ازمکرم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی
☆ خلفائے راشدین اور خلفاء احمدیت کی سیرت وسوانح پر مشتمل کتابچے
شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

یہ مقابلہ سالانہ علمی ریلی اطفال کے موقع پر منعقد ہوگا۔ یہ مقابلہ دو حصوں پر مشتمل ہوگا (i) تحریری (ii) زبانی اطفال سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس مقابلہ میں شرکت کیلئے بھرپور تیاری شروع کر دیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

مشعل راہ

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر پورا پورا دیا جائے گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جنوری 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک روایت ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ’’اے آدم کے بیٹے تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا خزانہ میں پورا تجھے دوں گا اس دن جبکہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا‘‘۔

(طبرانی)

دیکھیں کتنا سستا سودا ہے۔ آج اس طرح خزانے جمع کروانے کا کسی کو ادراک ہے، شعور ہے تو صرف احمدی کو ہے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کو سمجھتا ہے کہ (۔) (البقرہ:272) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ میاں کے دینے کے بھی کیا طریقے ہیں کہ جو اچھا مال بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا لوٹائے گا۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ کئی گنا بڑھا کر لوٹایا جائے گا۔ تم سمجھتے ہو کہ پتہ نہیں اس کا بدلہ ملے بھی کہ نہ ملے۔ فرمایا اس کا بدلہ تمہیں ضرور ملے گا بلکہ اس وقت ملے گا جب تمہیں اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہوگی، تم اس کے سب سے زیادہ محتاج ہو گے۔ اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ تم پر کوئی ظلم ہو گا۔ ہرگز ہرگز تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ لوگ دنیا میں رقم رکھنے سے ڈرتے ہیں۔ بینک میں بھی رکھتے ہیں تو اس سوچ میں پڑے رہتے ہیں کہ بینکوں کی پالیسی بدل نہ جائے۔ منافع بھی میرا کم نہ ہو جائے۔ اور بڑی بڑی رقوم ہیں۔ کہیں یہ تحقیق شروع نہ ہو جائے کہ رقم آئی کہاں سے۔ اور فکر اور خوف اس لئے دامن گیر رہتا ہے، اس لئے ہر وقت فکر رہتی ہے کہ یہ جو رقم ہوتی ہے دنیا داروں کی صاف ستھری رقم نہیں ہوتی، پاک رقم نہیں ہوتی بلکہ اکثر اس میں یہی ہوتا ہے کہ غلط طریقے سے کمایا ہوا مال ہے۔ گھروں میں رکھتے ہیں تو فکر کہ کوئی چور چوری نہ کر لے، ڈاکہ نہ پڑ جائے۔ پھر بعض لوگ سود پر قرض دینے والے ہیں۔ کئی سو روپے سود پر قرض دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن چین پھر بھی نہیں ہوتا۔ سندھ میں ایک ایسے ہی شخص کے بارہ میں مجھے کسی نے بتایا کہ غریب اور بھوکے لوگوں کو جو قحط سالی ہوتی ہے۔ لوگ بیچارے آتے ہیں اپنے ساتھ زیور وغیرہ، سونا وغیرہ لاتے ہیں، ایسے سود خوروں سے رقم لے لیتے ہیں، اپنے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے اور اس پہ سود پھر اس حد تک زیادہ ہوتا ہے کہ وہ قرض واپس ہی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سود اتارنا ہی مشکل ہوتا ہے، سود در سود چڑھ رہا ہوتا ہے۔ تو اس طرح وہ سونا جو ہے یا زیور جو ہے وہ اس قرض دینے والے کی ملکیت بنتا چلا جاتا ہے۔ تو ایک ایسا ہی سود خور تھا اور فکر یہ تھی کہ میں نے بینک میں بھی نہیں رکھنا۔ تو اپنے گھر میں ہی، اپنے کمرے میں ایک گڑھا کھود کے وہیں اپنا سیف رکھ کے، تجوری میں سارا کچھ رکھا کرتا تھا۔ اور چالیس پچاس کلو تک اس کے پاس سونا اکٹھا ہو گیا تھا۔ اور اس کے اوپر اپنا پلنگ بچھا کر سویا کرتا تھا، خطرے کے پیش نظر کہ کوئی لے ہی نہ جائے۔ اور سونا کیا تھا کیونکہ سونے کے اوپر تو چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ ساری رات جاگتا ہی رہتا تھا۔ اسی فکر میں ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ تو وہ مال تو اس کے کسی کام نہ آیا۔ اب اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا کرنا ہے وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کی ضمانت خدا تعالیٰ بہرحال نہیں دے رہا جب کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی ضمانت ہے کہ تمہیں کیا پتہ تم سے کیا کیا اعمال سرزد ہونے ہیں، کیا کیا غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جانی ہیں۔ لیکن اگر تم نیک نیتی سے اس کی راہ میں خرچ کرو گے تو یہ ضمانت ہے کہ اعمال کے پلڑے میں جو بھی کمی رہ جائے گی تو چونکہ تم نے اللہ کی راہ میں کیا ہوگا تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ تم پر ظلم ہو، اس وقت کمیوں کو اسی طرح پورا کیا جائے گا اور کبھی ظلم نہیں ہوگا۔

(روزنامہ الفضل 5 مئی 2004ء)

نشانِ دلدار

ذرہ ذرہ میں نشاں ملتا ہے اس دلدار کا
اس سے بڑھ کر کیا ذریعہ چاہئے اظہار کا
فلسفی ہے فلسفہ سے رازِ قدرت ڈھونڈتا
عاشق صادق ہے جو یاں یار کے دیدار کا
عقل پر کیا طالب دنیا کی ہیں پردے پڑے
ہے عمارت پر فدا منکر مگر معمار کا
تیری رہ میں موت سے بڑھ کر نہیں عزت کوئی
دار پر سے ہے گزرتا راہ تیرے دار کا
غیر کیوں آگاہ ہو رازِ محبت سے مرے
دشمنوں کو کیا پتہ ہو میرے تیرے پیار کا
ڈھونڈتا پھرتا ہے کونہ کونہ میں گھر گھر میں کیوں
اس طرف آئیں پتہ دوں تجھ کو تیرے یار کا
اے خدا کر دے منور سینہ و دل کو مرے
سر سے پا تک میں بنوں مخزن ترے انوار کا
سیر کروا دے مجھے تو عالم لاہوت کی
کھول دے تو باب مجھ پر روح کے اسرار کا
قید و بند حرص میں گردن پھنسائی آپ نے
اس حماقت پر ہے دعویٰ فاعلِ مختار کا
رشتۂ الفت میں باندھے جا رہے ہیں آج لوگ
توڑ بھی کیا فائدہ ہے اس ترے زنار کا
فلسفہ بھی رازِ قدرت بھی رموز عشق بھی
کیا نرالا ڈھنگ ہے پیارے تیری گفتار کا
بن رہی ہے آسماں پر ایک پوشاک جدید
تانا بانا ٹوٹنے والا ہے اب کفار کا
ان کے ہاتھوں سے تو جام زہر بھی تریاق ہے
وہ پلائیں گر تو پھر زہرہ کسے انکار کا
چُھٹ گیا ہاتھوں سے میرے دامن صبر و شکیب
چل گیا دل پر مرے جادو تری رفتار کا

کلام محمود

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دار النصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

محمد طاہر ندیم صاحب۔ عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب۔ عرب اور احمدیت

قسط نمبر 20

مدیر اخبار ''وفاء العرب'' (دمشق) سے گفتگو

دمشق کے ایک مشہور ادیب محمود خیر الدین مدیر جریدہ ''وفاء العرب'' ہندوستان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قادیان بھی تشریف لائے اور تین دن قیام کیا۔ واپس جا کر انہوں نے اپنے اخبار ''وفاء العرب'' میں مؤرخہ 29 ذی الحج 1339ھ میں ایک مفصل مضمون لکھا جس کا ترجمہ الفضل مؤرخہ 20/اکتوبر 1931ء میں شائع ہوا۔ مدیر موصوف سے گفتگو سوال و جواب کی صورت میں تھی۔ آخر پر اس مدیر نے آپ سے سوال کیا:

سوال: جماعت احمدیہ کی تعداد کتنی ہوگی؟

جواب: صحیح اعداد و شمار تو میں بتا نہیں سکتا لیکن یہ کہہ سکتا ہوں کہ قریباً سات لاکھ سے زیادہ ہے اور اس وقت بھی تیز رفتاری کے ساتھ ترقی پذیر ہے۔ اور اکثر افراد جماعت احمدیہ اپنی زندگیاں (دعوت الی اللہ) کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ ہمیں خدا کے فضل سے امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ بلاد عربیہ وغیرہ میں جماعت احمدیہ کی کثیر تعداد پیدا کر سکیں۔

سوال: آپ کا بلاد شام کے دیکھنے کا بھی کوئی ارادہ ہے؟

جواب: کثرت اشغال اور دیگر امور اس میں مانع ہیں۔ اگرچہ شامیوں کے حسن اخلاق کا مجھ پر گہرا اثر ہے۔

(الفضل 20/اکتوبر 1931ء ص6۔7، انوار العلوم جلد 12 ص 330)

امام جماعت احمدیہ مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے سینہ سپر

رشید عالی الکیلانی عراق کے پہلے وزیر اعظم کے اقرباء میں سے تھا۔ جس نے عثمانیوں سے عراق کی آزادی کے لئے مختلف خفیہ تنظیموں میں کام کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے خاتمہ کے فوراً بعد مئی 1941ء میں انہوں نے خفیہ تنظیموں کے بعض فوجی افسران کے ساتھ مل کر اپنی دانست میں عراق کو بچانے اور اس کو برطانوی تسلط سے آزاد کروانے کے لئے ایک تنظیم قائم کی۔ دوسری طرف اس نے یروشلم کے مفتی الشیخ امین الحسینی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور جرمنی کے ساتھ مل کر برطانوی تسلط کے خلاف تدابیر کرنے لگا۔ یہ شخص ہٹلر سے بھی ملا اور اس کے تعاون سے جرمنی میں ایک ریڈیو سٹیشن قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا جہاں سے تمام عرب دنیا کو مخاطب کر کے عراق اور عرب ممالک کی آزادی اور برطانوی تسلط کے خلاف ابھارتا تھا۔

(http://ar.wikipedia.org/wiki)

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف برطانیہ کی طرف سے عراق پر شدید اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئیں تو دوسری طرف نازی طاقتوں کی طرف سے مسلمانوں کے مقدس مقامات کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا۔

آج کل شاید اس خطرناک صورت حال کو سمجھنا اتنا آسان نہ ہو کیونکہ آج کل عرب ممالک کی کسی قدر آزادی اور خودمختاری قائم ہے۔ اسی طرح مالی، اقتصادی اور امن عامہ کی صورتحال بھی نسبتاً بہتر ہے۔ عالمی سطح پر ایک ملک کی دوسرے کے خلاف جارحیت کے سدباب کے لئے قوانین ہیں اور اکثر ممالک بڑی بڑی طاقتوں کے ساتھ معاہدات کر کے اپنے آپ کو کسی قدر محفوظ خیال کرتے ہیں۔ لیکن جس وقت کی یہ بات ہو رہی ہے اس وقت دوسری عالمی جنگ کا ابھی خاتمہ ہوا ہی تھا اور بڑے بڑے ممالک کے خلاف چھوٹے ممالک کی ادنیٰ سی حرکت بھی دوبارہ جنگ کا بازار گرم کر سکتی تھی۔ اور بلاد عربیہ کا میدان جنگ بننے کا سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں اور ان کے مقدس مقامات کو ہونا تھا۔ اس لئے رشید عالی الکیلانی کی اس حرکت کو عالم اسلام میں بڑی نفرت کی نظر سے دیکھا گیا۔

مختلف اسلامی تنظیمات اور دینی جماعتوں کی طرف سے اس امر کی مذمت کی گئی۔ کسی نے رشید عالی اور مفتی یروشلم کو گالیاں دیں تو کسی نے ان کو غدار قرار دیا۔ ایسے میں ہمیشہ کی طرح اگر کوئی جرأت مندانہ آواز بلند ہوئی تو جماعت احمدیہ کی طرف سے ہوئی۔ اور اگر کسی کے منہ سے کلمۂ حق نکلا تو وہ امام جماعت احمدیہ کی زبان مبارک سے نکلا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایسے موقعہ پر خاموش رہنا گوارا نہ فرمایا اور 25/مئی 1941ء کو لاہور ریڈیو سٹیشن سے ''عراق کے حالات پر تبصرہ'' کے عنوان سے ایک اہم تقریر فرمائی جسے دہلی اور لکھنؤ کے سٹیشنوں نے بھی نشر کیا۔

حضور نے فرمایا:

''عراق کی موجودہ شورش دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے بھی اور ہندوستان کے لئے بھی تشویش کا موجب ہو رہی ہے۔ عراق کا دارالخلافہ بغداد اور اس کی بندرگاہ بصرہ اور اس کے تیل کے چشموں کا مرکز موصل ایسے مقامات ہیں جن کے نام سے ایک مسلمان بچپن ہی سے روشناس ہو جاتا ہے۔ بنو عباس کی حکومت علوم و فنون کی ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے طبعاً مسلمانوں کے لئے ایک خوشکن یادگار ہے۔ لیکن الف لیلہ جو عربی علوم کی طرف توجہ کرنے والے بچوں کی بہترین دوست ہے۔ اس میں تو بغداد کے بازار اور بصرہ کی گلیاں اور موصل کی سڑکیں ان کے سامنے اس طرح آ کھڑی ہوتی ہیں کہ گویا کہ انہوں نے ساری عمر انہی میں بسر کی ہے۔ مَیں اپنی نسبت تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ بچپن میں بغداد اور بصرہ مجھے لنڈن اور پیرس سے کہیں زیادہ دلکش نظر آیا کرتے تھے کیونکہ اوّل الذکر میرے علم کی دیواروں کے اندر بند تھے اور ثانی الذکر میری قوت واہمہ کے ساتھ تمام عالم میں پرواز کرتے نظر آتے تھے۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو علم حدیث نے امام احمد بن حنبل کو، فقہ نے امام ابو حنیفہ اور امام یوسف کو تصوف نے جنید، شبلی اور سید عبدالقادر جیلانی کو تاریخ نے، عبدالرحمٰن بن قیم کو علم تدریس نے، نظام الدین طوسی کو ادب نے، مبرّد، سیبویہ، جریر اور فرزدق کو سیاست نے، ہارون، مامون اور ملک شاہ جیسے لوگوں کو جو اپنے اپنے دائرہ میں یادگار زمانہ تھے اور ہیں، ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے لا کر اس طرح کھڑا کیا کہ اب تک ان کے کمالات کے مشاہدہ سے دل امید سے پُر ہیں اور افکار بلند پروازیوں میں مشغول ہیں۔

ان کمالات کے مظہر اور دلکشیوں کے پیدا کرنے والے عراق میں فتنہ کے ظاہر ہونے پر مسلمانوں کے دل دکھے بغیر کس طرح رہ سکتے ہیں؟ کیا ان ہزاروں بزرگوں کے مقابر جو دنیوی نہیں روحانی رشتہ سے ہمارے ساتھ منسلک ہیں ان پر بمباری کا خطرہ ہمیں بے فکر رہنے دے سکتا ہے؟ عراق سنی اور شیعہ دونوں کے بزرگوں کے مقدس مقامات کا جامع ہے۔ آج وہ امن خطرہ میں پڑ رہا ہے اور دنیا کے...... اس پر خاموش نہیں رہ سکتے اور خاموش نہیں ہیں۔ دنیا کے ہر گوشہ کے...... اس وقت گھبراہٹ ظاہر کر رہے ہیں اور ان کی یہ گھبراہٹ بجا ہے کیونکہ وہ جنگ جس کے تصفیہ کی افریقہ کے صحرا، میڈیٹرینین کے سمندر میں امید کی جاتی تھی اب وہ مسلمانوں کے گھروں میں لڑی جائیں گی۔ اب ہماری...... کے صحن اور ہمارے بزرگوں کے مقابر کے احاطے اس کی آماجگاہ بنیں گے۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ جرمنوں نے جن ملکوں پر قبضہ جما رکھا ہے ان کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ اگر شیخ رشید علی جیلانی اور ان کے ساتھی جرمنی سے ساز باز نہ کرتے تو اسلامی دنیا کے لئے یہ خطرہ پیدا نہ ہوتا۔

اس فتنہ کے نتیجہ میں ٹرکی گر گیا ہے۔ ایران کے دروازہ پر جنگ آ گئی ہے، شام جنگ کا راستہ بن گیا ہے، عراق جنگ کی آماجگاہ ہو گیا ہے۔ افغانستان جنگ کے دروازہ پر آ کھڑا ہوا ہے اور سب سے بڑا خطرہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مقامات جو ہمیں ہمارے وطنوں، ہماری جانوں اور ہماری عزتوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں جنگ ان کی عین سرحد تک آ گئی ہے۔ وہ بے فصیلوں کے مقدس مقامات وہ ظاہری حفاظت کے سامانوں سے خالی جگہیں جن کی دیواروں سے ہمارے دل لٹک رہے ہیں اب بمباروں اور چھاتانی طیاروں کی زد میں ہیں اور یہ سب کچھ ہمارے ہی چند بھائیوں کی غلطی سے ہوا ہے۔ کیونکہ ان کی اس غلطی سے پہلے جنگ ان مقامات مقدسہ سے سینکڑوں میل پرے تھی۔

ان حالات میں ہر...... کا فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کو اس کی ابتداء میں ہی دبا دینے کی کوشش کرے۔ ابھی وقت ہے کہ جنگ کو پرے دھکیل دیا جائے کیونکہ ابھی تک عراق اور شام میں جرمنی اور اٹلی کی فوجیں کسی بڑی تعداد میں داخل نہیں ہوئیں۔ اگر خدانخواستہ بڑی تعداد میں فوجیں یہاں داخل ہو گئیں تو یہ کام آسان نہ رہے گا۔ جنگ کی آگ سرعت کے ساتھ عرب کے صحرا میں پھیل جائے گی۔

اس فتنہ کا مقابلہ شیخ رشید عالی صاحب یا مفتی یوروشلم کو گالیاں دینے سے نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں غدار کہہ کر ہم اس آگ کو نہیں بجھا سکتے۔ میں شیخ رشید صاحب کو نہیں جانتا لیکن مفتی صاحب کا ذاتی طور پر واقف ہوں۔ میرے نزدیک وہ نیک نیت آدمی ہیں۔ اور انکی مخالفت کی یہ وجہ نہیں کہ ان کو جرمنی والوں نے خرید لیا ہے بلکہ ان کی مخالفت کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جنگ عظیم میں جو وعدے اتحادیوں نے عربوں سے کئے تھے وہ پورے نہیں کئے گئے۔ ان لوگوں کو برا کہنے سے صرف یہ نتیجہ نکلے گا کہ ان کے واقف کار دوست اشتعال میں آ جائیں گے۔...... پس ان ہزاروں لاکھوں لوگوں کو جو عالم اسلامی میں شیخ رشید اور مفتی یوروشلم سے حسن ظنی رکھتے ہیں ٹھوکر اور ابتلاء سے بچانے کے لئے ہمارا فرض ہے کہ اس نازک موقعہ پر اپنی طبائع کو جوش میں نہ آنے دیں اور جو بات کہیں اس میں صرف اصلاح کا پہلو مدنظر ہو، اظہار غضب مقصود نہ ہو تا کہ فتنہ کم ہو بڑھے نہیں۔ یاد رہے کہ اس فتنہ کے بارہ میں اس قدر سمجھ لینا

کافی ہے کہ شیخ رشید عالی صاحب اور ان کے رفقاء کا یہ فعل اسلامی ملکوں اور اسلامی مقدس مقامات کے امن کو خطرہ میں ڈالنے کا موجب ہوا ہے۔ ہمیں ان کی نیتوں پر حملہ کرنے کا نہ حق ہے اور نہ اس سے کچھ فائدہ ہے۔اس وقت تو مسلمانوں کو اپنی ساری طاقت اس بات کے لئے خرچ کردینی چاہئے کہ عراق میں پھر امن ہو جائے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ مسلمان جان اور مال سے انگریزوں کی مدد کریں اور اس فتنہ کے پھیلنے اور بڑھنے سے پہلے ہی اس کے دبانے میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔تا کہ جنگ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے دور رہے اور ترکی ایران عراق اور شام اور فلسطین اس خطرناک آگ کی لپٹوں سے محفوظ رہیں۔ یہ وقت بحثوں کا نہیں کام کا ہے۔اس وقت ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ہمسایوں کو اس خطرہ سے آگاہ کرے جو عالم اسلام کو پیش آنے والا ہے تا کہ ہر مسلمان اپنا فرض ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔اور جو قربانی بھی اس سے ممکن ہو اسے پیش کر دے۔۔۔۔شاید شیخ رشید عالی جیلانی کا خیال ہو کہ سابق عالمگیر جنگ میں عربوں کو یقین دلایا گیا تھا کہ ایک متحد عرب حکومت کے قیام میں ان کی مدد کی جائے گی۔مگر ہوا یہ کہ عرب جو پہلے ترکوں کے ماتحت کم سے کم ایک قوم تھے اب چار پانچ ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔بے شک انگریزوں نے عراق کو ایک حد تک آزادی ہے مگر عربوں نے بھی سابق جنگ میں کم قربانیاں نہ کی تھیں۔اگر اس غلطی کے ازالہ کا عہد کرلیا جائے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ سب اسلامی دنیا متحد ہو کر اپنے علاقوں کو جنگ سے آزاد رکھنے کی کوشش کرے گی۔۔۔۔اس جنگ کے بعد ہالینڈ اور زیکوسلواکیہ کی آزادی ہی کا سوال حل نہیں ہونا چاہئے بلکہ متحدہ عرب کی آزادی کا سوال بھی حل ہو جانا چاہئے......شام فلسطین اور عراق کو ایک متحد اور آزاد حکومت کے طور پر ترقی کرنے کا موقعہ ملنا چاہئے۔انصاف اس کا تقاضا کرتا ہے''۔

(ماخوذ از الفضل 29رمئی 1941 صفحہ 1-2)

مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے دعا کی تحریک

دوسری جنگ عظیم کے دوران 1942ء میں محوری طاقتوں کا دباؤ مشرق وسطیٰ میں زیادہ بڑھ گیا اور جرمن فوجیں جنرل رومیل کی سرکردگی میں جون میں طبروق کی قلعہ بندیوں پر حملہ کر کے برطانوی افواج کو شکست فاش دینے میں کامیاب ہوگئیں جس کے بعد ان کی پیش قدمی پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی۔اور یکم جولائی تک مصر کی حدود کے اندر گھس کر العالمین کے مقام تک پہنچ گئیں جو اسکندریہ سے تھوڑی دُور مغرب کی جانب برطانوی مدافعت کی آخری چوکی تھی۔جس سے مصر براہ راست جنگ کی لپیٹ میں آگیا اور مشرق وسطی کے دوسرے اسلامی ممالک خصوصاً حجاز کی ارض مقدس پر محوری طاقتوں کے حملہ کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا۔

ان پُر خطر حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 26رجون 1942 کے خطبہ جمعہ میں عالم اسلام کی نازک صورت حال کا دردناک نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا کہ:۔

''اب جنگ ایسے خطرناک مرحلہ پر پہنچ گئی ہے کہ اسلام کے مقدس مقامات اس کی زد میں آگئے ہیں۔مصری لوگوں کے مذہب سے ہمیں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو وہ اسلام کی جو توجیہہ وتفسیر کرتے ہیں ہم اس کے کتنے ہی خلاف کیوں نہ ہوں مگر اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ظاہر طور پر وہ ہمارے خدا ، ہمارے رسول اور ہماری کتاب کو ماننے والے ہیں۔ان کی اکثریت اسلام کے خدا کے لئے غیرت رکھتی ہے۔ان کی اکثریت اسلام کی کتاب کیلئے غیرت رکھتی ہے اور ان کی اکثریت محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے غیرت رکھتی ہے۔اسلامی لٹریچر شائع کرنے میں اور اسے محفوظ رکھنے میں یہ قوم صف اول میں رہی ہے۔آج ہم اپنے مدارس میں بخاری اور مسلم وغیرہ احادیث کی جو کتابیں پڑھاتے ہیں وہ مصر کی چھپی ہوئی ہی ہیں۔اسلام کی نادر کتابیں مصر میں ہی چھپتی ہیں اور مصری قوم اسلام کے لئے مفید کام کرتی چلی آئی ہے۔اس قوم نے اپنی زبان کو بھلا کر عربی زبان کو اپنا لیا۔ اپنی نسل کو فراموش کر کے یہ عربوں کا حصہ بن گئی۔ اور آج دونوں قوموں میں کوئی فرق نہیں۔مصر میں عربی زبان،عربی تمدن اور عربی طریق رائج ہیں۔ اور محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب رائج ہے۔پس مصر کی تکلیف اور تباہی ہر...... کے لئے دکھ کا موجب ہونی چاہیے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا ہو۔اور خواہ مذہبی طور پر اسے مصریوں سے کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں۔پھر مصر کے ساتھ ہی وہ مقدس سرزمین شروع ہو جاتی ہے جس کا ذرہ ذرہ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔نہر سویز کے ادھر آتے ہی (آج کل کے سفر کے سامانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے) چند روز کی مسافت کے فاصلہ پر ہی وہ مقدس مقام ہے جہاں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود لیٹا ہے۔جس کی گلیوں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک پڑا کرتے تھے۔ جس کے مقبروں میں آپ کے والا وشیدا خدا تعالیٰ کے فضل کے نیچے میٹھی نیند سو رہے ہیں اس دن کی انتظار میں کہ جب صور پھونکا جائے گا وہ لبیک کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔ دو اڑھائی سو میل کے فاصلہ پر ہی وہ وادی ہے جس میں وہ گھر ہے جسے ہم خدا کا گھر کہتے ہیں اور جس کی طرف دن میں کم سے کم پانچ بار منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جس کی زیارت اور حج کے لئے جاتے ہیں۔جو دین کے ستونوں میں سے ایک بڑا ستون ہے۔ یہ مقدس مقام صرف چند سو میل کے فاصلہ پر ہے اور آج کل موٹروں اور ٹینکوں کی رفتار کے لحاظ سے چار پانچ دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر نہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ وہاں جو حکومت ہے اس کے پاس نہ ٹینک ہیں نہ ہوائی جہاز اور نہ ہی حفاظت کا کوئی اور سامان۔ کھلے دروازوں اسلام کا خزانہ پڑا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ دیواریں بھی نہیں ہیں اور جوں جوں دشمن ان مقامات کے قریب پہنچتا ہے ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے''۔

(الفضل 3جولائی 1942ء صفحہ 2-3)

حضور نے خطبہ کے دوران مقامات مقدسہ کی حفاظت کے خدائی وعدوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ''اللہ تعالیٰ خود بھی ان کی حفاظت فرمائے گا''۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے خاص تحریک فرمائی کہ احمدی ممالک اسلامیہ کی حفاظت کے لئے نہایت تضرع اور عاجزی سے دعائیں کریں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

''یہ مقامات روز بروز جنگ کے قریب آرہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مشیت اور اپنے گناہوں کی شامت کی وجہ سے ہم بالکل بے بس ہیں اور کوئی ذریعہ ان کی حفاظت کا اختیار نہیں کر سکتے ، ادنیٰ ترین بات جو انسان کے اختیار میں ہوتی ہے یہ ہے کہ اس کے آگے پیچھے کھڑے ہو کر جان دیدے مگر ہم تو یہ بھی نہیں کر سکتے اور اس خطرناک وقت میں صرف ایک ہی ذریعہ باقی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں کہ وہ جنگ کو ان مقامات مقدسہ سے زیادہ سے زیادہ دُور لے جائے اور اپنے فضل سے ان کی حفاظت فرمائے۔ وہ خدا جس نے ابرہہ کی تباہی کیلئے آسمان سے وباء بھیج دی تھی اب بھی طاقت رکھتا ہے کہ ہر ایسے دشمن کو جس کے ہاتھوں سے اس کے مقدس مقامات اور شعائر کو کوئی گزند پہنچ سکے کچل دے......پس مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ وہ خود ہی ان مقامات کی حفاظت کے سامان پیدا کر دے۔اور اس طرح دعائیں کریں جس طرح بچہ بھوک سے تڑپتا ہوا چلاتا ہے۔جس طرح ماں سے جدا ہونے والا بچہ یا بچہ سے محروم ہو جانے والی ماں آہ وزاری کرتی ہے اسی طرح اپنے رب کے حضور دعائیں کریں کہ اے اللہ! تو خود ان مقدس مقامات کی حفاظت فرما اور ان لوگوں کی اولادوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جانیں فدا کر گئے اور ان کے ملک کو ان خطرناک نتائج سے جو دوسرے مقامات پر پیش آرہے ہیں بچالے۔اور اسلام کے نام لیواؤں کو خواہ وہ کیسی ہی گندی حالت میں ہیں اور خواہ ہم سے ان کے کتنے اختلافات ہیں ان کی حفاظت فرما اور اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھ جو کام آج ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں کر سکتے وہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کر دے اور ہمارے دل کا دُکھ ہمارے ہاتھوں کی قربانیوں کا قائم مقام ہو جائے''۔

(الفضل 3جولائی 1942ء صفحہ 4-5)

بعض متعصب ہندو ہمیشہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہندوستان کی نسبت مکّہ اور مدینہ کی محبت بہت زیادہ ہے۔اس موقعہ پر حضور نے اس اعتراض کا یہ نہایت لطیف جواب دیا کہ:۔

''بے شک دین کی محبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وطن کی محبت نہیں ہے۔اگر ہمارا ملک خطرہ میں ہو تو ہم اس کے لئے قربانی کرنے میں کسی ہندو سے پیچھے نہیں رہیں گے۔لیکن اگر دونوں خطرہ میں ہوں یعنی ملک اور مقامات مقدسہ تو مؤخر الذکر کی حفاظت چونکہ دین ہے اور زندہ خدا کے شعار کی حفاظت کا سوال ہے اس لئے ہم اسے مقدم کریں گے۔ بیشک ہم عرب کے پتھروں کو ہندوستان کے پتھروں پر فضیلت نہ دیں لیکن ان پتھروں کو ضرور فضیلت دیں گے جن کو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے فضیلت کا مقام بنایا ہے......ایک مادہ پرست ہندو کیا جانتا ہے کہ وطن اور خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ شعائر میں کیا فرق ہے۔ وہ عرفان اور نیکی نہ ہونے کی وجہ سے اس فرق کو سمجھ نہیں سکتا...... حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان ہمارے ایمان کا جزو ہے مگر وہ گلیاں جن میں ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے ہیں۔ وہ پتھر جنہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے عبادت کا مقام بنایا ہمیں وطن سے زیادہ عزیز ہیں۔اس پر کوئی ہندو یا عیسائی حاسد جلتا ہے تو جل مرے ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں''۔ (الفضل 3رجولائی 1942ء صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اس تحریک پر قادیان اور بیرونی احمدی جماعتوں میں مقامات مقدسہ کے لئے مسلسل نہایت پُر درد دعاؤں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب خلیفہ اور اپنی پیاری جماعت کی تضرعات کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور جلد ہی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ چنانچہ 23راکتوبر 1942ء کو برطانوی فوجوں نے العالمین پر جوابی یلغار شروع کی۔اُدھر شمالی افریقہ کے مغربی حصے(یعنی مراکش اور الجزائر) میں امریکہ نے اپنی فوجیں اتار دیں جو مغرب سے مشرق کو بڑھنے لگیں۔ 13ر نومبر 1942ء کو برطانوی فوجوں نے طبروق پر اور 20 نومبر تک بن غازی پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

(''تاریخ اقوام عالم'' صفحہ 738 (مؤلفہ مرتضیٰ احمد خان) ناشر مجلس ''ترقی ادب'' نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور، سن اشاعت 1958ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس مرحلہ پر غیرت کا جو اظہار فرمایا اسے مخالفین احمدیت نے بھی بہت سراہا۔ چنانچہ احراری اخبار ''زمزم'' نے اپنی 19 رجولائی 1942ء کی اشاعت میں لکھا:۔

''موجودہ حالات میں خلیفہ صاحب نے مصر اور حجاز مقدس کے لئے ...... غیرت کا جو ثبوت دیا ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے ۔ اور انہوں نے اس غیرت کا اظہار کر کے ...... کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے''۔

نیز لکھا:۔

''زمزم'' معترف ہے کہ مقدس مقامات کی طرف سے خلیفہ صاحب کا اندیشہ بالکل حق بجانب ہے''۔

(الفضل 22 رجولائی 1942ء صفحہ 1 کالم 4، تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 324-331)

شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت کا فتویٰ

جیسا کہ سلسلہ احمدیہ کی ابتدائی تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود نے دعویٰ مسیحیت کے بعد دنیائے اسلام کے سامنے جو مخصوص علم کلام پیش فرمایا اس میں نظریہ وفات مسیح کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔

مخالف علماء نے نہ صرف آپ پر فتویٰ کفر لگایا بلکہ بڑے زور وشور سے مسئلہ حیات مسیح کی تائید کے لئے مناظروں کا بازار گرم کر دیا اور اپنے موقف کی تائید میں پے در پے کتابیں اور رسائل شائع کرنے لگے۔ یہ علمی جنگ پوری شدّت سے جاری تھی کہ اس سال مشرق وسطیٰ کے بعض مسلم ممالک سے یکا یک وفات مسیح کے حق میں ایک مفصّل فتویٰ شائع ہو گیا جس نے قائلین حیات مسیح کے کیمپ میں زبردست کھلبلی مچادی۔ یہ فتویٰ عالم اسلام کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعہ ازہر کی جماعت کبار العلماء کے رُکن فضیلۃ الاستاذ علامہ محمود شلتوت کا تھا جو قاہرہ کے ہفت روزہ ''الرسالہ'' کی جلد 10 شمارہ 462 مورخہ 11 رمئی 1942ء میں ''رفع عیسیٰ'' کے عنوان سے شائع ہوا۔

(از تاریخ احمدیت، جلد 8 صفحہ 296)

علامہ محمود شلتوت کا مختصر تعارف

علامہ محمود شلتوت 23 راپریل 1893ء کو عمر مغید بنی منصور (بجیرہ) میں پیدا ہوئے۔ 1918ء میں عالیہ نظامیہ کی ڈگری حاصل کی۔ 1927ء میں قاہرہ میں اعلیٰ تعلیم کے استاذ بنے۔ 1928ء میں جب الشیخ مراغی شیخ الازہر مقرر ہوئے تو آپ نے ازہر کی اصلاح وتجدید میں ان کا ہاتھ بٹایا۔ 1935ء میں آپ کو کُلیۃ الشریعۃ الاسلامیۃ کی وکالت سپرد ہوئی۔ 1941ء میں آپ علماء کبار کی جماعت کے رکن تجویز کئے گئے۔ 1942ء میں آپ نے وفات مسیح سے متعلق معرکۃ الآراء فتویٰ دیا۔ 1957ء میں آپ موتمر اسلامی کے مشیر مقرر کئے گئے۔ اور 21 راکتوبر 1958ء کو منصب شیخ الازہر پر فائز کئے گئے اور دسمبر 1963ء میں انتقال فرما گئے۔ علامہ محمود شلتوت نے نہایت قابل قدر لٹریچر اپنے پیچھے علمی یادگار کے طور پر چھوڑا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''مجلۃ الازہر'' جلد 30 شمارہ 4-5 ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ 1378 ہجری)

فتویٰ کے محرک

عبدالکریم خان صاحب یوسف زئی نومبر 1906ء میں بمقام کرلوپ (جموں) پیدا ہوئے اور غالباً 8 جون 1933ء کو تحریری بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے (الحکم 28 رجولائی 1935ء صفحہ 9-10) دوسری جنگ عظیم کے دوران آپ مشرق وسطیٰ میں مقیم تھے۔ اسی زمانہ میں آپ نے علماء مصر سے تحریری طور پر یہ فتویٰ طلب کیا کہ آیا حضرت عیسیٰ قرآن وسنت کی رو سے زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں؟ آپ 1947ء میں پونچھ میں شہید کر دیئے گئے۔

(ملخص از تاریخ احمدیت، جلد 8 صفحہ 297)

فتویٰ کا ردّ عمل

اس فتویٰ کا منظر عام پر آنا ہی تھا کہ مصر کے قدامت پرست علماء نے علامہ محمود شلتوت کے خلاف مخالفت کا زبردست طوفان کھڑا کر دیا اور اخبارات میں سبّ وشتم اور طعن وتشنیع سے بھرے ہوئے سخت اشتعال انگیز مضامین شائع کئے اور لکھا کہ یہ فتویٰ قادیانیوں کی موافقت میں ہے اور یہی وہ ہتھیار ہے جس سے قادیانی ہمارے ساتھ مباحثات و مناظرات کرتے ہیں اور یہ فتویٰ قادیانیت کی عظیم الشان فتح ہے اس لئے ازہر کو چاہئے کہ اس کو واپس لے لے۔

علامہ محمود شلتوت نے ایک عرصہ بعد اپنا یہ مکمل فتویٰ اور اس پر اعتراضات کے جوابات کا ملخص اپنی مشہور کتاب ''الفتاویٰ'' میں بھی چھاپ دیا۔ اس طرح اس فتویٰ کو مصری حکومت کے مفتی اعظم کے سرکاری فتویٰ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت، جلد 8 صفحہ 296 تا 313)

مولوی رشید احمد چغتائی بلاد عربیہ میں

ہم نے مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب کی خدمات کے تذکرہ میں عرض کیا تھا کہ ان کے دور میں بلاد عربیہ میں دو مربیان کرام تشریف لائے جن میں سے ایک مولوی رشید احمد چغتائی صاحب تھے۔ جنہوں نے پہلے اردن میں اور پھر لبنان میں دعوت احمدیت کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ ذیل میں اس کا کسی قدر تذکرہ کیا جائے گا۔

اردن مشن کی بنیاد

خلیج فارس سے مراکش تک پھیلی ہوئی عرب دنیا میں شرق اردن (Jordon) ایک نہایت مشہور مملکت ہے ۔ اردن کا علاقہ صدیوں تک دمشق، حمص اور فلسطین کی طرح شام کی اسلامی عملداری میں شامل رہا۔ مگر پہلی جنگ عظیم کے بعد اسے برطانیہ کے زیر حمایت ایک مستقل ریاست تسلیم کر لیا گیا۔ یہ ریاست دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر برطانوی انتداب سے آزاد اور خودمختار ہو گئی اور عبداللہ بن الشریف حسین الہاشمی اس کے پہلے آئینی بادشاہ قرار پائے۔

شاہ عبداللہ والیٔ اُردن کی بادشاہت کے تیسرے سال مولوی رشید احمد صاحب چغتائی واقف زندگی 3 مارچ 1948ء کو حیفا سے شرق الاردن کے دارالسلطنت عمان پہنچے اور ایک نئے احمدی مشن کی بنیاد ڈالی۔ یہ مشن 7 جولائی 1949ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد آپ شام و لبنان میں تشریف لے گئے اور دین برحق کی منادی کرنے لگے۔

حضرت مصلح موعود کی ہدایات

سیدنا حضرت مصلح موعود نے مولوی رشید احمد صاحب چغتائی کو قادیان سے رخصت کرتے وقت حسب ذیل ہدایات ان کی نوٹ بک میں تحریر فرمائی تھیں۔

''رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو جن سے تعلق نہ ہو۔ قرآن کریم فرماتا ہے لغو باتوں سے پرہیز کرو، ...... ہدایات بہت دی جا چکی ہیں ان کو یاد کریں اور ان پر عمل کریں۔ کسی نے کہا ہے ''ایاز قدر خود بشناس'' اس مقولہ کو یاد رکھو، ہم غریب لوگ ہیں۔ ہم نے اپنے ذرائع سے کام لے کر دنیا فتح کرنی ہے یہ سبق بھولا تو (دعوت الی اللہ) یونہی بیکار ہو جائے گی۔ باقی فتح دُعاؤں اور نماز اور روزہ سے آئے گی۔ (دعوت الی اللہ) سے زیادہ عبادت اور دُعا اور روزہ پر زور دو۔

خاکسار مرزا محمود احمد

(23/10/1946)''

پھر 3 نومبر 1947ء کو مولوی صاحب کا ایک خط ملاحظہ کر کے ارشاد فرمایا:۔

''اب وقت کام کا ہے ۔ (دعوت الی اللہ) پر زور دے کر ایک موت وارد کریں تا احمدیت دوبارہ زندہ ہو اور مالی اور روحانی قربانی کی جماعت کو نصیحت کریں۔ اب ہر ملک کو ایسا منظّم ہونا چاہئے کہ ضرورت پڑنے پر وہی (دعوت الی اللہ) اور سلسلہ کا بوجھ اٹھا سکے۔ پہلے بہت سستی ہو چکی۔ اب ایک معجزانہ تغیر ہمارے (مربیان) اور جماعت میں پیدا ہونا چاہیے''۔

اُردن مشن کی ابتداء نہایت پریشان کن ماحول اور حوصلہ شکن حالات میں ہوئی۔ قضیہ فلسطین کے باعث ہر طرف ابتری پھیلی ہوئی تھی اور دوسرے کثیر التعداد مظلوم فلسطینی لوگوں کی طرح حیفا کے متعدد احمدی گھرانوں کو بھی ہجرت کر کے شام و لبنان میں پناہ گزین ہونا پڑا تھا۔ خود مولوی رشید احمد صاحب چغتائی جو حیفا ہی سے اُردن میں تشریف لائے تھے محض اجنبی اور غریب الدیار تھے۔

مولوی صاحب موصوف نے اپنی، علمی اور اصلاحی سرگرمیوں کا آغاز ایک ہوٹل سے کیا جہاں آپ صرف چند ہفتے مقیم رہے مگر پھر جلد ہی اخراجات میں تنگی کی وجہ سے اپنے ایک عرب دوست السید عبد الکریم المعایطه ابن الحاج محمد هلال المعایطه کے ساتھ ایک کمرہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ چند ماہ بعد جب فلسطین کے ایک مخلص عرب احمدی پناہ گزین السید طٰہٰ القزق عمان میں آ گئے تو مولوی صاحب ان کے پاس ایک مختصر کمرہ میں منتقل ہو گئے۔ یہ کمرہ کرایہ پر لیا گیا تھا اور شارع المحطة (ریلوے روڈ) پر واقع تھا۔

بقیہ صفحہ 6 جماعت احمدیہ امریکہ کا 62واں جلسہ سالانہ

نے بھی کارکنان اور ورکرز کے ساتھ خصوصی اجلاس کیا۔

(6) **نمائش:** اس موقع پر نمائش لگانے کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا۔ نمائش بہت خوبصورت اور محنت سے لگائی گئی تھی۔ اس سال خصوصیت کے ساتھ دیگر تصاویر کے علاوہ شہدائے لاہور کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان کی تصاویر بھی آویزاں کی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ سب شہداء کے درجات بلند کرے اور ان کے خاندانوں اور بچوں کا حافظ وناصر ہو۔

(7) **مشاعرہ:** جلسہ کے منتظمین سے مل کر مالا ایسوسی ایشن نے جلسہ کے درمیانی روز، رات کے وقت مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ قریباً 16 مشہور ومعروف شعراء نے اپنا اپنا کلام سنایا اور سامعین سے داد وصول کی۔ شکاگو سے 2 غیر احمدی شعراء بھی شامل ہوئے۔ احباب اس مشاعرے سے خوب محظوظ ہوئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے یہ 62واں جلسہ سالانہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

(الفضل انٹرنیشنل 8 راپریل 2011ء)

جماعت احمدیہ امریکہ کا 62 واں جلسہ سالانہ

مختلف علمی، وتربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر

حکومتی شخصیات کی طرف سے جماعت احمدیہ کے امن ومحبت کے پیغام اور خدمات انسانیت پر خراج تحسین۔ ڈنر، واقفین نو بچوں کے ساتھ پروگرام، نمائش اور بکسٹال۔

جلسہ میں 1631 افراد شامل ہوئے

(رپورٹ: سید شمشاد احمد ناصر۔ مربی سلسلہ امریکہ)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے جماعت احمدیہ امریکہ کا 62واں جلسہ سالانہ 16 تا 18 جولائی 2010ء کوڈلس ایکسپوسینٹر ورجینیا میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

15 جولائی 2010ء کی شام کو محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے جلسہ گاہ میں پہنچ کر انتظامات کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر آپ نے کارکنان سے مختصراً خطاب کیا۔

16 جولائی کو جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔ قریباً ایک بجکر پینتالیس منٹ پر محترم امیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد قریباً ساڑھے چار بجے شام جلسے کے پہلے سیشن کا آغاز مکرم امیر صاحب USA کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم اور ان کے ترجمے کے بعد علاقے کے میئر نے بھی خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے ان کے علاقے میں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر سب شاملین جلسہ کو خوش آمدید کہا اور ہمارے ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کو خوب سراہا اور کہا کاش سبھی اس پر عمل کرنے لگ جائیں۔

اس کے بعد محترم احمد مبارک صاحب نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور نے جماعت احمدیہ امریکہ کے لئے جلسہ سالانہ کے بابرکت موقع پر ارسال فرمایا تھا۔ حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پیغام میں جماعت امریکہ کے احباب کو دعوت الیٰ اللہ کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ سب لوگوں کو یہ پیغام پہنچ جائے۔ یہی آپ کا سب سے بڑا جہاد ہے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں اور ذکر الٰہی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ (دعوت الی اللہ) کے ساتھ دعاؤں پر زور دیں اور رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكْ والی دعا کا کثرت سے ورد کریں۔

حضور انور کے پیغام کے پڑھے جانے کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اور پھر محترم امیر صاحب نے اللہ تعالیٰ کی صفت ''غفار'' پر روشنی ڈالی۔

آپ کی تقریر کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم ڈاکٹر فہیم یونس صاحب نے تقریر کی۔ جس کا موضوع تھا ''مغرب میں شرائط بیعت ہماری پہچان''۔

آپ کی تقریر کے بعد مولانا اظہر حنیف صاحب نائب امیر امریکہ کی تقریر تھی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا ''مظالم اور ابتلاء جماعت کی ترقی کا باعث اور مخالفین کے لئے خدا کا غضب''۔

دوسرا دن

17 جولائی ہفتہ کے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

قریباً دس بجکر پینتالیس منٹ پر دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب مربی انچارج امریکہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت، نظم اور ان کے تراجم کے بعد پہلی تقریر مکرم برادر عبدالسلام صاحب آف فلاڈلفیا نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''دین حق نسلی امتیاز سے بالاتر ہے۔''

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم امجد محمود خان صاحب کی تھی۔ آپ امور خارجہ کے نیشنل سیکرٹری بھی ہیں۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''امریکہ میں مذہبی آزادی''۔

آپ کی تقریر کے بعد جماعت احمدیہ امریکہ کے دعوت الی اللہ کے نیشنل سیکرٹری مکرم علی مرتضیٰ صاحب نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''مختلف اقوام میں دعوت الی اللہ''۔

اس روز دوسرے اجلاس کی کارروائی محترم امیر صاحب یو ایس اے کی صدارت میں ہوئی۔ اس اجلاس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مقامی سیاسی اور حکومتی عہدیداران بھی شامل ہوئے۔

محترم امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے اجلاس میں شامل حکومتی اور سیاسی مہمانوں کو متعارف کروایا اور انہیں سٹیج پر آ کر خطاب کرنے کی دعوت بھی دی۔ درج ذیل مہمانان کرام نے اجلاس سے خطاب کیا۔

(1) Sharon Bulova, Chairman of the Board of Supervisors Fairfax County.

(2) US Senator Kay Hutchinson

(3) Congressman Sergio Lenornel Celis Navasa

(4) Marvin Francisco Barrios de Leon, Governor of Sacatepegue

(5) Gessy Conolly Congressman 11th dist of VA

(6) Her Excellency Edith Hazel, Deputy Ambassador of Ghana

(7) Colonal Norvell Coots

(8) Thomas Davis , House Delegate of 86th dist of VA

(9) Patrick Hessity Member of Fairfax County Board of Supervisor.

(10) Congresswoman Sheila Jackson Lee

ان تمام مہمانان کرام نے اپنے مختصر خطاب میں جماعت احمدیہ کے ماٹو ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' کی بار بار تعریف کی۔ اسی طرح ہیومینیٹی فرسٹ کے کاموں کو بھی سراہا اور مقامی طور پر جماعت اس ریجن میں جو خدمات بجالا رہی ہے اور انٹرفیتھ میٹنگز میں شمولیت کر رہی ہے کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم آپ کے امن ومحبت کے پیغام کا خیر مقدم کرتے ہیں اور مذہبی آزادی کے لئے آپ کی کوششوں کو سراہتے ہیں۔ امسال گوئٹے مالا کے امیر اور مشنری انچارج مکرم مولانا عبدالستار خان صاحب اور ان کے ساتھ وہاں کے جنرل سیکرٹری صاحب اور گوئٹے مالا کے گورنر بھی شامل ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر گوئٹے مالا کے گورنر نے تقریر کرتے ہوئے اپنے ملک کی طرف سے جلسے میں شرکت کی دعوت پر شکریہ ادا کیا اور اپنے ملک کی طرف سے حاضرین جلسہ کو امن ومحبت اور خیر سگالی کا پیغام بھی دیا۔

ان معزز مہمانوں کے خطابات کے دوران دو تقاریر بھی ہوئیں۔ ایک مکرم یٰسین شریف صاحب کی تقریر ''ہمارے عقائد اور موجودہ حالات میں ان پر عمل پیرا ہونے میں کون کون سے چیلنجز ہیں'' کے موضوع پر تھی۔

مکرم نسیم مہدی صاحب نائب امیر ومشنری انچاج امریکہ نے اس سیشن میں ''حب الوطنی'' کے عنوان پر تقریر کی۔

جلسہ سالانہ کا آخری دن

18 جولائی بروز اتوار آغاز تہجد سے ہوا اور پھر نماز فجر کے بعد درس بھی دیا گیا۔

محترم امیر صاحب جماعت یو ایس اے کی صدارت میں جلسہ سالانہ کے آخری دن کا اختتامی اجلاس تلاوت ونظم کے بعد شروع ہوا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار (سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ لاس اینجلس) کی تھی۔ تقریر کا عنوان تھا ''ناجی فرقہ اور اس کی علامات''

خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج امریکہ کی تقریر تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''شہدائے لاہور اور ہمارا ردعمل''۔

آج کے اس اختتامی اجلاس کی تیسری تقریر مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''ذکر حبیب'' تھا۔

ان تقاریر کے بعد محترم امیر صاحب یو ایس اے ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے اختتامی تقریر کی۔

جلسہ سالانہ کی دیگر خصوصیات

(1) ڈنر: نیشنل سیکرٹری صاحب دعوت الی اللہ نے 17 جولائی کی شام ایک ڈنر کا اہتمام کیا جس میں قریباً 150 مہمان شامل ہوئے۔ ڈنر میں مہمانان کرام کے علاوہ جماعت احمدیہ یو۔ ایس کے ممبران نیشنل مجلس عاملہ اور تمام مربیان کرام بھی شامل ہوئے۔ اس محفل میں سوال وجواب بھی ہوئے۔

(2) واقفین نو بچوں کا پروگرام: 16 جولائی کو محترم امیر صاحب یو ایس اے کی صدارت میں واقفین نو بچوں اور بچیوں کا پروگرام ہوا۔ مکرم حافظ سمیع اللہ صاحب نیشنل سیکرٹری واقفین نو امریکہ کے علاوہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے پرنسپل مکرم سلیم اختر صاحب بھی اس موقع پر محترم امیر صاحب امریکہ کے ساتھ سٹیج پر تھے۔ اس اجلاس میں 175 واقفین نو بچے اور 207 واقفات نو اور 150 والدین نے شرکت کی۔ واقفات نو میں سے 100 واقفات عورتوں کی جلسہ گاہ میں تشریف فرما تھیں۔ محترم امیر صاحب نے بچوں میں ایوارڈ بھی تقسیم کئے۔

(3) واقفین نو بچوں کا ایک اور الگ پروگرام: 17 جولائی کو ہوا۔ یہ پروگرام 15 سال سے بڑے بچوں کے لئے تھا تا کہ ان کی مستقبل کی پلاننگ میں راہنمائی کی جاسکے۔

(4) **بک سٹال:** اس موقعہ پر بک سٹال بھی لگایا گیا۔

(5) **خصوصی اجلاسات:** جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ نے اپنے اپنے اجلاسات بھی کئے۔ نیز جماعت کے سائنسدان طبقہ کی تنظیم، وکلاء کی تنظیم، میڈیکل ڈاکٹرز کی ٹیم وغیرہ نے بھی اپنے اپنے اجلاسات کئے۔ ہیومینیٹی فرسٹ کے چیئرمین مکرم منعم نعیم صاحب

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرم عزیز الرحمٰن خالد صاحب نائب وکیل الاشاعت تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

برادرم مکرم حبیب الرحمٰن صاحب سیکرٹری تحریک جدید دارالعلوم غربی ثناء ربوہ کا مورخہ 7 مئی 2011ء کو فضل عمر ہسپتال میں ہرنیا کا کامیاب آپریشن ہوا ہے۔اس وقت سرجیکل وارڈ میں داخل ہیں۔کمزوری بہت ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم شافی مطلق انہیں مکمل شفا عطا فرمائے۔آمین

مکرم محمد احمد شمس صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم مولوی احسان الٰہی صاحب گزشتہ چند دنوں سے لندن کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔مورخہ 7 مئی 2011ء بروز ہفتہ کو دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔ان کی حالت تشویشناک ہے۔احباب کرام سے ان کی مکمل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم رانا محمد ظفر اللہ صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چچا سسر مکرم رانا حمید اللہ صاحب جرمنی کے ایک ہسپتال میں داخل تھے لیکن اب وہ گھر آ گئے ہیں اور صحت کافی ٹھیک ہوگئی ہے احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم محمد یونس طاہر صاحب کارکن دفتر نمائش کمیٹی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ کی بھانجی مکرمہ روبینہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم محمد احمد صاحب چک نمبر 52 ضلع رحیم یار خان کو مورخہ 11۔اپریل 2011ء کو رحیم یار خان سے ربوہ آتے وقت چلتی ٹرین سے اترتے ہوئے حادثہ پیش آیا بھانجی کی دونوں ٹانگیں کٹ گئیں اور اس کا بیٹا بعمر 6 ماہ موقع پر وفات پا گیا بھانجی اس وقت شیخ زید سول ہسپتال رحیم یار خان میں زیر علاج ہے۔اب تک تین آپریشن ہو چکے ہیں۔چند روز میں ان کی پلاسٹک سرجری متوقع ہے اس لئے احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آپریشن کے بعد صحت والی لمبی زندگی دے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔آمین

سانحہ ارتحال

مکرم نذیر احمد خادم صاحب نائب صدر دارالعلوم غربی ثناء ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب سیکرٹری وقف نو جماعت احمدیہ چک نمبر 327/H-R ضلع بہاولنگر کی بیٹی مکرمہ عاصمہ ظفر صاحبہ مختصر علالت کے بعد مورخہ 28۔اپریل 2011ء کو 24 سال کی عمر میں میں اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔اپنی وفات سے چند روز قبل مرحومہ نے شدید سر درد کی شکایت کی۔پہلے لاہور پھر فضل عمر ہسپتال ربوہ اور آخر پر عزیز فاطمہ ہسپتال فیصل آباد میں علاج معالجہ ہوتا رہا مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ مرحومہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔28۔اپریل کو احمدیہ بیت الذکر چک 84 ج۔ب سرشمیر روڈ میں بعد نماز عصر مکرم نعیم احمد صاحب مربی سلسلہ نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔مرحومہ عاصمہ ظفر صاحبہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں چنانچہ ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا جہاں 29۔اپریل کو صبح 7 بجے دارالضیافت کے احاطہ میں خاکسار نے مرحومہ و مغفورہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد خاکسار نے ہی دعا کروائی۔

عزیزہ مرحومہ ذاتی ذوق وشوق سے تعلیمی میدان میں بڑی تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہی تھیں۔بی۔اے، بی ایڈ کے امتحانات پاس کرنے کے بعد اب وہ شب و روز ایم۔اے اکنامکس کی تیاری میں مصروف تھیں۔سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر اور کتب کا مطالعہ کر کے اپنی دینی معلومات میں اضافہ کیلئے مسلسل کوشاں رہتیں۔پنجگانہ نمازوں کے علاوہ باقاعدگی سے نماز تہجد بھی ادا کرتیں۔خلافت حقہ سے بہت عقیدت و محبت تھی۔حضور انور کے خطبات جمعہ باقاعدگی اور توجہ سے سنتیں۔ان پاکیزہ صفات اور محمودہ اوصاف کی وجہ سے مرحومہ اپنے والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے اکلوتے بھائی عثمان اور تینوں بہنوں کی آنکھوں کا تارا تھیں۔یہ ہونہار اور نیک خصائل رکھنے والی بچی محترم ڈاکٹر کریم اللہ صاحب مرحوم ابن حضرت چودھری رحمت اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی تھیں۔احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے' ان کے والدین اور بھائی بہنوں کو صبر جمیل دے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔آمین

اردو کی پہلی مطبوعہ کتاب کے مصنف

جان جوشو کیٹلر

اردو کی پہلی مطبوعہ کتاب کے مصنف جان جوشو کیٹلر ہیں۔

سولہویں صدی عیسوی کے دوران جب پرتگال اور یورپ کی دوسری قوموں نے ہندوستان کے ساحلی علاقوں پر اپنے اڈے قائم کرنا شروع کئے تو ان کو فارسی کے علاوہ ہندوستان کی دوسری زبانوں سے بھی سابقہ پڑنے لگا۔

چنانچہ اہل یورپ میں سے، سب سے پہلے جن لوگوں نے ہندوستانی یا اردو زبان کی جانب توجہ دی اور اس کی لغت اور قواعد مرتب کئے، وہ پرتگیزی پادری تھے۔مگر ان لغات اور قواعد کو چھاپے خانے کی شکل دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔

ادھر یورپ میں فارسی رسم الخط کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ 1639ء میں شروع ہو چکا تھا لیکن اس کے باوجود اردو کی طباعت کا آغاز اس کے کوئی سو برس بعد یعنی جنوری 1743ء میں ہوا جس کا اولین نمونہ ہمیں جان جوشو کیٹلر کی کتاب جو دراصل ایک طرح کی لغت اور ہندوستان زبان سیکھنے کی کتاب ہے میں نظر آتا ہے۔اس کا اندازہ اس کتاب کے نام سے بھی ہوتا ہے۔جس کا ترجمہ ہے۔

''ہندوستانی اور فارسی زبان سیکھنے کے لئے ہدایات اور سبق، فعلوں کے مختلف صیغوں کی گردانیں، ہندوستان کے ناپ تول کے پیمانوں سے متعلق الفاظ اور ان کے ولندیزی متبادل اور مسلمانوں کے مختلف ناموں کے معنی''۔

اس کتاب میں چند ہندوستانی یا اردو الفاظ ٹائپ میں بیشتر الفاظ رومن رسم الخط میں ولندیزی زبان کے تلفظ کے مطابق دیئے گئے ہیں۔البتہ فارسی اور عربی الفاظ کے لئے نسخ ٹائپ استعمال کیا گیا ہے۔اس کے بعد ہندوستانی زبان کے قواعد بھی بیان کئے گئے ہیں اور مختلف عنوانات کے تحت مثالیں دے کر گرائمر کے اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

اس کتاب کا مصنف جان جوشو کیٹلر جرمنی (Elbing) نامی شہر میں 25 دسمبر 1659ء کو پیدا ہوا تھا۔وہ مختلف شہروں میں ملازمتیں کرتا ہوا 1682ء میں ایمسٹرڈم پہنچا جہاں اس نے ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازمت اختیار کر لی اسی ملازمت کے سلسلہ وہ ہندوستان آ گیا اور ترقی کرتے کرتے 1700ء میں آگرہ کی فیکٹری کا اور پھر 1710ء میں سورت کی فیکٹری کا ڈائریکٹر ہو گیا۔

1711ء میں اسے حکومت ہالینڈ نے ہندوستان میں سفیر مقرر کیا اور وہ 8 فروری 1711ء سے 7 فروری 1713ء تک شاہ عالم، بہادر شاہ اور جہاندار شاہ کے درباروں سے وابستہ رہا۔1715ء میں اسے شاہ ایران کے دربا میں سفیر مقرر کیا گیا۔

کیٹلر نے 12 مئی 1718ء کو بندر عباس میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوا۔

فارسی اور اردو قواعد کی مذکورہ بالا کتاب اس نے اپنے لکھنو کے قیام کے دوران 1698ء میں مکمل کی تھی۔اس کتاب کا جو نسخہ ہالینڈ کے شہر دی ہیگ کے رائل آرکائیوز میں موجود ہے۔یہ ایک قلمی نسخہ اور اس کے اختتام پر لکھنؤ 1698ء کے الفاظ درج ہیں۔غالباً یہ اس کتاب کا واحد مخطوطہ جواب دستیاب ہے۔یہ کتاب کیٹلر کی وفات کے تقریباً 2 برس بعد جنوری 1743ء میں شائع ہوئی۔

اس کتاب کی اشاعت کے چند ماہ بعد اپریل 1743ء میں جرمنی کے شہر ہالے سے بنجمن شلز کی کتاب ''ہندوستانی زبان میں عیسائی عقائد کا خلاصہ'' شائع ہوئی۔جو یورپ میں اردو رسم الخط میں شائع ہونے والی پہلی کتاب ہے۔

☆......☆......☆......☆

سفوف مغز بنولہ
مادہ کی افزائش کیلئے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکویٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ائیر کنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

نکاح

مکرم سردار محمد صاحب ولد مکرم فتح محمد صاحب۔ سردار برادرز ٹیلرز ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے پوتے مکرم مصور شہاب صاحب ابن مکرم مظفر احمد شہاب صاحب حال مقیم جرمنی کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ بشریٰ صبا صاحبہ بنت مکرم حنیف احمد طاہر صاحب نصیر آباد رحمٰن ربوہ کے ساتھ مبلغ 7ہزار یورو حق مہر پر مورخہ 30۔اپریل 2011ء کو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے بیت المبارک میں کیا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے خیر وبرکت کا موجب اور مثمر بثمرات بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم لطیف احمد صاحب دارالعلوم غربی صادق ربوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ الشافی بعمر ساڑھے چھ سال واقفہ نو چند دن سے ٹائیفائیڈ بخار کی وجہ سے بیمار ہے علاج جاری ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی کو درج ذیل آسامیوں کیلئے عملہ درکار ہے۔ درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ 14 مئی 2011ء ہے۔

سٹینو گرافر، اپر ڈویژن کلرک، لوئر ڈویژن کلرک، ڈیٹا انٹری آپریٹر، آٹو کیڈ آپریٹر، جمنیزئم انسٹرکٹر، کک، ویٹر، کچن آرڈرٹیکر، ٹریکٹر ڈرائیور

پنجاب پروانشل کوآپریشن بینک کو اپنے ہیڈ آفس کیلئے ہیڈ بزنس ڈیویلپمنٹ ڈویژن درکار ہے۔ درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ 23 مئی 2011ء ہے۔

انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن کراچی کو ٹیم لیڈر اور کوانٹیٹی سروئیر درکار ہیں۔ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 16 مئی 2011ء ہے۔ درخواست درج ذیل ایڈریس پر ای میل کی جاسکتی ہے۔ ti@iba.edu.pk

نوٹ: اشتہارات کی تفصیل 8 مئی 2011ء کے اخبار ڈان میں ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت وتجارت)

☆......☆......☆

خبریں

امریکہ سے تعلقات پر نظر ثانی کی ضرورت

مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ ایبٹ آباد واقعہ ملک کی خودمختاری پر حملہ ہے امریکہ سے تعلقات پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ تحقیقات کیلئے آزاد کمیشن قائم کیا جائے جس میں حکومت اور اپوزیشن کے مساوی ارکان شامل ہوں۔ تحقیقات سے کوئی ادارہ کمزور نہیں ہوتا بلکہ ذمہ داری کے تعین سے ادارے مضبوط ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ میں کوتاہی کی بجائے بدنیتی شامل ہو تو وہ بھی سامنے لائی جائے۔

امریکہ کو اسامہ کی تین بیویوں سے تفتیش کی اجازت

پاکستان میں گرفتار اسامہ بن لادن کی تین بیواؤں کے نام جاری کر دیئے گئے ہیں اور اسلام آباد نے واشنگٹن کو اسامہ کی بیواؤں سے مشروط تفتیش کی اجازت بھی دے دی ہے تاہم اس کیلئے ان ملکوں سے اجازت لینا ضروری ہے جہاں سے ان بیواؤں کا تعلق ہے۔

پنجاب میں زرعی شعبہ کی ترقی کیلئے 2۔ارب روپے کا فنڈ قائم

وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے بین الاقوامی مارکیٹ میں مقابلہ کیلئے زراعت و لائیو سٹاک کی مصنوعات کے سائنسی معیار کو بہتر بنانے کیلئے زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے کیلئے 2ارب روپے کے سپیشل فنڈز کا اعلان کیا ہے جس سے بین الاقوامی مارکیٹ میں زراعت و لائیو سٹاک کی مصنوعات انٹرنیشنل معیار کی ہو جائیں گی۔ گریڈنگ' پیکنگ ونقل وحمل جدید خطوط پر استوار کرنے میں مدد ملے گی۔

کوئٹہ میں بڑے آپریشن کی تیاری

برطانوی اخبار ''دی سن'' کی رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ پاک فوج طالبان رہنما ملا عمر کی تلاش کے لئے جلد کوئٹہ میں ایک بڑا آپریشن شروع کرے گی۔ انٹیلی جنس حکام کے مطابق ملا عمر پاکستان کے مغربی شہر کوئٹہ میں افغان سرحد کے قریب پناہ لئے ہوئے ہیں۔ آئی ایس آئی کا نیٹ ورک ملا عمر کو امریکی آپریشن سے قبل گرفتار کرنا چاہتا ہے تاکہ القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت سے ہونے والی توہین دوبارہ ہونے سے پیشگی طور پر بچا جاسکے۔

متحدہ وفاقی کابینہ میں دوبارہ شامل، تین وزراء نے حلف اٹھا لیا

متحدہ قومی موومنٹ کے تین وزراء نے وفاقی کابینہ میں دوبارہ شمولیت کا حلف اٹھا لیا ایوان صدر میں حلف برادری میں صدر مملکت آصف علی زرداری نے متحدہ کے رہنما ڈاکٹر فاروق ستار اور بابر غوری سے وفاقی وزیر جبکہ ندیم احسان سے وزیر مملکت کا حلف لیا۔

اوباما پاکستانی فورسز کے ساتھ لڑائی کا خطرہ مول لینے پر بھی تیار تھے

امریکی صدر بارک اوباما اسامہ بن لادن کے خلاف آپریشن کیلئے پاکستانی فورسز کے ساتھ تصادم کا خطرہ مول لینے پر بھی تیار تھے اور انہوں نے امریکی فورسز کو ضرورت کے وقت لڑائی کا حکم دے دیا تھا۔ امریکی صدر کے مطابق پاکستانی فوج یا پولیس حملہ کرتی تو وہ فورسز اتنی صلاحیت رکھتی تھیں کہ پاکستان سے نکل جاتیں۔ امریکی سپیشل فورسز کی دو ٹیمیں دو ہیلی کاپٹروں پر اپنے ساتھیوں کی مدد کیلئے تیار تھیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 12 مئی

طلوع فجر	3:45
طلوع آفتاب	5:12
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	6:58

گارمنٹس کا کاروبار کرنے والے کیلئے خوشخبری
رنگ محل لاہور میں احمدی بھائیوں کی اپنی دکان
ہول سیل ڈیلر: شیخ خلیل گارمنٹس
ہمارے ہاں جینز پینٹ، شرٹ، ڈریس، سکولز یونیفارم فیکٹری ریٹ پر دستیاب ہیں۔
نوٹ: احمدی بھائیوں کیلئے خصوصی رعایت ہوگی
دوکان نمبر 1 حامد سنٹر رنگ محل لاہور 042-37638955 0301-4674286

ستار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد 047-6211524 0336-7060580

حسن نکھار کریم
چہرہ کی حفاظت اور نکھار کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

آزمائشی جوڑوں کا درد کورس فری
افاقہ ہو تو مکمل علاج کرائیں۔ معلوماتی کتابچہ فری۔ ہماری کتاب ''فیملی ڈاکٹر'' کی مدد سے اپنا علاج خود کریں۔ ربوہ کے ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہے
مظہر ہومیو وہربل فارما وہسپتال
www.drmazhar.com
احمد نگر ربوہ: 0334-6372686

ہر علاج ناکام ہو تو ......
ہولز موپیتھی سے شفا ممکن ہے۔ علاج/تعلیم کیلئے
بانی ہومیو ڈاکٹر پروفیسر محمد اسلم سجاد 0334-6372030 047-6214226

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

مردانہ، زنانہ اور بچگانہ پیچیدہ اور پرانی امراض کی علاج گاہ
F.B CENTRE FOR CHRONIC DISEASES
Tariq Market Rabwah
نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے
PH:0300-7705078

FD-10

ہر کمپنی کے سپلٹ یونٹ مارکیٹ سے بارعایت خرید فرمائیں
فریج - فریزر - واشنگ مشین
T.V - گیزر - ائرکنڈیشنز
سپلیٹ - ٹیپ ریکارڈر
موبائل فون دستیاب ہیں
احمدی احباب کیلئے انسٹالیشن پر خصوصی رعایت
عثمان الیکٹرونکس
7231681
7231680
7223204
طالب دعا: انعام اللہ
1-لنک میکلوڈ روڈ بالمقابل جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور